© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

نماز کی حکمت و معنویت

سید جلال الدین عمری

بارہویں صدی ہجری کے امام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت کے متعلق بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں کوئی حکمت اور مصلحت نہیں ہے۔ ان میں اور ان کی جزا میں کوئی مناسبت یا تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔ ان کی نوعیت بس ایسی ہے جیسے کوئی مالک اپنے غلام کی اطاعت اور فرماں برداری کا امتحان لینا چاہیے۔ اس کے لیے وہ اسے کوئی پتھر اٹھانے یا کسی درخت کو چھونے کے لیے کہے۔ اس کا فائدہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ غلام تعمیل حکم کرے تو اسے جزا اور خلاف ورزی کرے تو اسے سزا دی جائے۔

فرماتے ہیں: شریعت کے بارے میں یہ ایک فاسد خیال ہے۔ سنت اور اجماعِ خیر القرون سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ اگر اعمال کے پیچھے کوئی حکمت نہیں ہے تو ان کا دار و مدار انسان کی نیت اور اس کی نفسیاتی کیفیت پر کیوں ہے؟ جس جذبہ کے تحت اعمال انجام دیئے جاتے ہیں، شریعت میں اس کا اعتبار ہے۔ اس کی بنیاد پر اسے رد یا قبول کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے نماز کی مثال دی ہے کہ وہ اللہ کے ذکر اور اس سے مناجات کے لیے شریعت میں رکھی گئی ہے۔ نماز کا ایک مقصد یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ آدمی کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت اور اس کے مشاہدہ کے قابل بناتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اپنے رب کو جلد ہی (آخرت میں) اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو اور بغیر شک و شبہ کے دیکھتے ہو۔ اس کے لیے اس بات کا اہتمام کرو کہ فجر اور عصر کی نماز چھوٹنے نہ پائے۔

اس طرح کی متعدد مثالوں سے حضرت شاہ صاحب نے ثابت کیا ہے کہ خود قرآن و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث میں بہت سے احکام شریعت کی حکمت اور دنیا اور آخرت میں ان کے فوائد و ثمرات کا ذکر موجود ہے۔ اس لیے یہ سوچنا صحیح نہیں ہے کہ یہ بے فائدہ اعمال ہیں۔ ان کے پیچھے کوئی حکمت نہیں ہے[۱]۔ شاہ صاحب نے اپنی بے نظیر کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اسی کو موضوع بنایا ہے اور احکام شریعت کی بڑی گہری حکمتیں بیان کی ہیں۔

احکام شریعت میں نماز سب سے پہلا اور سب سے اہم حکم ہے۔ یہاں خود قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی معنویت، حکمت، زندگی سے اس کے تعلق اور اس کے اثرات کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

کائنات حالتِ نماز میں ہے

یہ ساری دنیا یہ زمین و آسمان اور ان میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تہلیل میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ ان کی نماز ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ (النور: ۴۱)

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ ساری چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے (فضاؤں میں دوڑتے پھرتے ہیں) ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح سے واقف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس سے باخبر ہے۔

لیکن مخلوقاتِ عالم کی تسبیح اور نماز کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا غَفُورًا ۝ (الاسراء: ۴۴)

تسبیح کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین اور ان کے درمیان پائی جانے والی مخلوقات۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو۔ بے شک اللہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

[۱] حجۃ اللہ البالغہ: مقدمہ ص ۹-۱۰۔ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۵ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انسان جب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا اور نماز پڑھتا ہے تو پوری کائنات سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ اس کی آواز کائنات کے ہر گوشے سے اٹھنے والی صدائے عبودیت سے مل جاتی ہے۔ ترکِ نماز کے بعد اس کا راستہ الگ ہو جاتا ہے۔ ساری دنیا جس خدا کی حمد و ثنا اور تسبیح میں زمزمہ سنج ہے وہ اس سے غفلت اور بے خبری کی زندگی گذارتا ہے۔ انسان، اللہ تعالیٰ کی عظمت و تقدس کا انکار اور اس کی حمد و ثنا سے انحراف کر کے دو ہی رویّے اختیار کر سکتا ہے۔ یا تو اس سے خودسری کی راہ اپنائے گا یا اس کے سوا کسی دوسرے کے گن گانے لگے گا۔ یہ دونوں ہی رویّے کائنات کے مزاج اور خود اس کی فطرت کے خلاف ہیں۔ جو سر خدا کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو ذلّت اور پستی اس کا مقدّر ہے۔ خدا جسے عزّت سے محروم کردے اسے عزّت و رفعت کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ آج اس حقیقت کو جو سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ قیامت کے روز تو یہ آنکھوں کے سامنے ہوگی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتے
لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ	ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین
فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ	میں ہیں اور سورج، چاند، تارے، پہاڑ،
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ	درخت اور جانور اور بہت سے انسان
وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ	بھی (اس کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے
النَّاسِ ؕ وَکَثِیْرٌ حَقَّ	وہ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے،
عَلَیْہِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ	جسے اللہ رسوا کرے اسے کوئی عزت دینے
یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ ؕ	والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ جو چاہتا
اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ؕ (الحج: ۱۸)	ہے کرتا ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک ماننے اور اس کے سامنے سربسجود ہونے سے انکار کرتا ہے تو اس وسیع و عریض کائنات کی صحیح اور معقول توجیہ نہیں کر پاتا۔ اس کا دل و دماغ، اس کا مشاہدہ و تجربہ، اس کا ضمیر اور اس کی نفسیات کوئی بھی چیز اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ وہ بہت سی معلوم حقیقتوں کو نظرانداز کر کے کائنات سے تعلق قائم کرتا اور فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کے اس غلط رویّہ کی بنا پر یہ وسیع کائنات اسے اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینک نہیں دیتی بلکہ ایک وقتِ خاص تک اسے جینے اور اس کی نعمتوں کے بے پناہ ذخائر سے استفادہ کا موقع دیتی ہے۔ اور انسان خدا سے بغاوت کے باوجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس بھری کائنات سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن یہ کسی صالح اور شریف انسان کا فائدہ اٹھانا نہیں بلکہ ایک مجرم اور غلط کار کا فائدہ اٹھانا ہے۔

نماز انسان کو وہ عظمت عطا کرتی ہے جس سے بڑی عظمت کوئی اور نہیں ہے۔ نماز کے ذریعہ وہ اس پوری کائنات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگ جاتا ہے۔ زمین اور آسمان خوشی خوشی اس پر اپنے خزانے کھول دیتے ہیں۔ وہ اسے اس کا جائز حق دار سمجھتے ہیں۔ وہ ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور مزید نعمتوں کے دروازے اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ وہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے کی حیثیت سے پاتا ہے، اور آخرت کی کامیابی کا یقین دنیا کی اس زندگی کو اس کے لیے بامعنیٰ اور بامقصد بنا دیتا ہے۔

نماز اللہ کا ذکر ہے

دین کی روح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد انسان کے دل میں بسی رہے، وہ اس کے سامنے جھک جائے اور اس کی اطاعت اور بندگی میں زندگی گزارے۔ اس کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ نماز ہے۔ حضرت موسیٰؑ سے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے پہلی بار خطاب فرمایا تو ارشاد ہوا:۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ	بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے
اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ	سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت
لِذِکْرِیْ ٥ (طٰہٰ: ۱۴)	کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

آیت میں پہلے اس حقیقت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے۔ اسی کی عبادت ہونی چاہیے۔ اس کے فوراً بعد نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ رہتی ہے۔ اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جو آدمی کو اس کی عبادت اور بندگی کی راہ پر ہمیشہ قائم رکھتی اور کبھی اس سے منحرف ہونے نہیں دیتی۔

آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا تصوّر اس کے دل میں جاگ اٹھتا ہے۔ اس کی عظمت اور بزرگی کا احساس اس پر چھا جاتا ہے، وہ دست بستہ اس کی حمد و ثنا کرتا ہے، اس کا کلام پڑھتا ہے، اس کے احکام و ہدایات پر غور کرتا ہے، اس کے رو برو جھکتا ہے، اس کے در پر اپنی پیشانی ٹیک دیتا ہے، اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے دعائیں اور التجائیں کرتا ہے، اس کے عتاب و عقاب سے پناہ مانگتا ہے، اس کا وجود اس کی پکڑ کے تصور سے لرزتا بھی ہے اور ساتھ ہی وہ اس کی رحمت و عنایت کا امیدبھی ہوتا ہے۔ جو شخص بار بار اس پر عمل کرے اور دن میں کئی بار اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے بندہ ہونے کا اعتراف کرے وہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اس کے اندر اللہ کی یاد رچ بس جائے گی۔

انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ وہ کفر و شرک کا رویہ چھوڑ کر اس کے انعامات و احسانات کا شکر بجا لاتا ہے تو اللہ کی رحمت خاص اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس پر مزید انعام و اکرام ہوتے لگتا ہے۔ اس وجہ سے ہدایت کی گئی ہے:۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا — پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا

لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرہ: ۱۵۲) — اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔

اب دیکھئے اللہ کے ذکر سے غافل ہونے اور اسے بھول جانے کے کیا نقصانات ہیں؟ قرآن مجید میں بار بار یہ حقیقت سمجھائی گئی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے فراموش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد انسان فسق و فجور اور معصیت کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور اس کے نفاق میں مبتلا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ چنانچہ منافقین کے بارے میں کہا گیا۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ — وہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ بھی انہیں

الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (توبہ: ۶۷) — بھول گیا۔ بے شک منافقین ہی نافرمان ہیں۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ خدا فراموشی انسان کو خود فراموش بنا دیتی ہے۔ انسان خدا کو بھول کر اپنی ذات سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے نفع نقصان اور سود و زیاں تک کی فکر نہیں رہتی۔ اس سے بچنے کی ہدایت ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا — اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں

اللّٰهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ — نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو ان

أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ — کے نفوس سے غافل کر دیا۔ یہی لوگ

(الحشر: ۱۹) — فاسق ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ کو بھولنے یا فراموش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے انکار یا اس کے احکام سے بے نیازی کا رویّہ اختیار کرے، اس کی ہدایت اور تعلیمات کو اس طرح نظر انداز کر دے جیسے وہ اس کے لیے نہیں کسی دوسرے کے لیے ہیں۔ ان سے اعراض اور روگردانی کو اپنے لیے تباہ کن سمجھنے کی جگہ اسے کامیابی کا ذریعہ تصور کرنے لگے۔ آدمی کا اپنے آپ کو بھلا دینا یہ ہے کہ اسے اپنی حیثیت یاد نہ رہے۔ اس کا ذہن اس تصوّر ہی سے خالی ہو جائے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور ایک دن اسے اس کے سامنے حاضر ہونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ اس کے بعد آدمی فسق و فجور کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ اس سے کوئی چیز اسے بچا نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے زور دے کر فرمایا کہ یہی لوگ فاسق ہیں۔

اس طرح جو شخص اللہ کو بھول جائے، اس کے دین اور اس کی ہدایات کو مذاق کا موضوع بنا لے، دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے اور جسے یہ یاد نہ رہے کہ ایک روز جزا بھی ہے جس میں اسے اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی اسے فراموش کر دے گا، وہ اس کے لطف و عنایت سے محروم ہوگا۔ وہ جہنم میں اس طرح پڑا رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اس کی طرف نہ ہوگی۔

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ (الاعراف: ۵۱)	وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو لہو لعب بنا لیا تھا اور جنھیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ آج ہم ان کو فراموش کر دیں گے جس طرح انھوں نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا اور جس طرح وہ ہماری آیات کا انکار کر رہے تھے۔

اگر آدمی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے، اس کی یاد سے غافل نہ ہو تو اسے شب و روز تضرّع اور آہ و زاری کے ساتھ اس کی رحمت کو آواز دینی ہوگی۔ اس کے لیے پورے اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی ضروری ہے۔ یہ اللہ کے ذکر کا بہترین اور موثر ترین ذریعہ ہے۔ اس سے غفلت کے پردے چاک ہوں گے۔ اور اللہ کی یاد دل کو گرماتی رہے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (الاعراف: ۲۰۵)

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے اور ہلکی آواز میں صبح و شام۔ اور غافلوں میں سے مت ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے غافل انسان کے لیے نماز سے زیادہ کامیاب اور کارگر کوئی دوسرا نسخہ نہیں ہے۔

نماز سے تزکیہ ہوتا ہے

نماز سے انسان کو تزکیہ کی دولت ملتی ہے۔ تزکیہ یہ ہے کہ آدمی مادی اور روحانی گندگیوں سے پاک ہو۔ کفر و شرک سے اجتناب کرے، معصیت سے دامن کش رہے اور اخلاق و کردار، تقویٰ و طہارت اور خدا خوفی کی صفات سے خود کو آراستہ کرلے۔ اس طرح تزکیہ ہر طرح کی آلائشوں سے پاک ہو کر اعلیٰ مراتب تک پہونچنے کا نام ہے۔ اس کے برعکس اگر آدمی کفر و شرک اور معصیت کی دلدل میں پھنسا رہے، اپنے اندر اعلیٰ اوصاف نہ پیدا کرے، اللہ نے اس کے اندر جو خوبیاں رکھی ہیں انھیں ابھرنے نہ دے اور پستی ہی میں پڑا رہے تو یہ اپنے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ شخصیت کو کچلنا اور ختم کرنا ہے۔ یہ خسران اور تباہی کی راہ ہے۔ اسی کا ذکر ان آیات میں ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (الشمس: ۹-۱۰)

بے شک کامیاب ہو گیا وہ جس نے اس کا تزکیہ کیا اور ناکام ہو گیا وہ جس نے اسے دبا دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تزکیہ دنیا اور آخرت کی فلاح کا ضامن ہے۔ آدمی کا مطلوب کو پا لینا اور نامطلوب سے محفوظ رہنا فلاح ہے۔ ایک اور موقع پر اس کی راہ بتائی گئی ہے۔ ارشاد ہے:-

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (الاعلیٰ: ۱۴-۱۵)

بے شک فلاح پا گیا وہ جس نے اپنا تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلاح کی راہ یہ ہے کہ آدمی کا تزکیہ ہو، وہ اپنے رب کا ذکر کرے اور نماز پڑھے۔ ذکرِ رب یہ ہے کہ اس کا نام لیا جائے اور اس کی عظمت و بزرگی کا اقرار و اعلان کیا جائے۔ اس کی بہترین اور جامع صورت نماز ہے۔ نماز اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی کو ذکرِ رب حاصل ہے اور وہ اسے بھولا نہیں ہے جو اپنے خدا کو یاد رکھے اس کی کامیابی میں کون شبہ کر سکتا ہے۔

نماز کے ذریعہ جس طرح آدمی کا تزکیہ ہوتا ہے اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے اسے حدیث میں ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال (گناہوں سے پاک کرنے کے سلسلہ میں) ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہہ رہی ہو۔ اس میں وہ پانچوں وقت غسل کرے[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں یہ مثال کسی قدر تفصیل سے آئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بتاؤ اگر تمہارے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بعد بھی اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ میل باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا یہی حال پانچ نمازوں کا ہے کہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے[2]

مطلب یہ کہ نماز کے ذریعہ انسان معصیت کی آلائشوں سے اسی طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح دن میں پانچ مرتبہ غسل کرنے والا جسمانی میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کو آپ نے ایک اور مثال سے بھی سمجھایا ہے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ جاڑے (غالباً جاڑے کے قریب خزاں) کا موسم تھا۔ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ ایک درخت کی دو شاخیں لیں تو اس سے پتے گرنے شروع ہو گئے۔ آپ نے آواز دی ابوذر! میں نے عرض کیا بندہ حاضر ہے، ارشاد ہو۔ فرمایا۔ ایک مسلمان جب محض اللہ

---

[1] مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، باب المشی الی الصلوٰۃ الخ

[2] بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰت الخمس کفارۃ۔ مسلم، حوالہ سابق۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی رضا کی خاطر نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے جھڑتے ہیں[۱]

نماز توبہ ہے

نماز حقیقت میں توبہ بھی ہے۔ نماز شعور کے ساتھ پڑھی جائے تو آدمی کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوتا ہے، ندامت کا جذبہ ابھرتا ہے، آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم وارادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی توبہ ہے۔ اس سے 'سیئات' دھلتی رہتی ہیں۔ ارشاد ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ	نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ	میں اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بے شک
يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ	نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت
ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ (ہود: ۱۱۴)	ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے

حدیث سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ نماز سے گناہ دھلتے اور معاف ہوتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لے لیا۔ (پھر اسے ندامت ہوئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری پوری امت کے لیے ہے جو بھی اس پر عمل کرے (جس کسی کے اندر بھی غلطی کے بعد احساسِ ندامت ابھرے اور وہ نماز کے ذریعہ اللہ کی طرف رجوع کرے۔[۲]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے ایک حد کا ارتکاب کر دیا ہے مجھ پر حد جاری فرمائیے[۳] اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی۔ اس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے کے

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ بحوالہ مسند احمد

[۲] بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ کفارہ۔ مسلم، کتاب التوبہ، باب قولہ ان الحسنات یذہبن السیات۔

[۳] یہاں حد سے مراد تعزیر ہے۔ اس لیے کہ حد کے ارتکاب کا ثبوت فراہم ہونے کے بعد حد لازماً جاری ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد بھی اس نے یہی بات دہرائی کہ میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے مجھ پر حد جاری فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا۔ ہاں پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ نے تمہارا گناہ معاف کر دیا ہے۔

حضرت ابو امامہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم گھر سے نکلے کیا تم نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ پھر ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی؟ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری 'حد' معاف کر دی یا یہ فرمایا کہ تمہارا گناہ معاف کر دیا۔

بظاہر یہ سب ایک ہی واقعہ کی تفصیلات ہیں۔ امام مسلم نے یہ تمام روایات جمع کر دی ہیں[1]

غلطی کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ اگر آدمی اس کا اعتراف کرے، اس پر نادم ہو، اس سے پاک ہونے کی شدید خواہش اس کے اندر پائی جائے تو جو نمازیں وہ ادا کرتا ہے وہی اس کے لیے توبہ بن جائیں گی۔ الگ سے توبہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

اوپر کی آیت میں 'حسنات' کو کفارۂ سیئات کہا گیا ہے۔ 'حسنات' میں نماز کے ساتھ دیگر عبادات بھی آتی ہیں۔ ان سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اس سے صغائر مراد ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک حدیث یہاں پیش کی جارہی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الصلوٰت الخمس والجمعة	پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ،
الی الجمعة ورمضان الی رمضان	ایک رمضان سے دوسرا رمضان یہ ان
مکفّرات ما بینهن اذا	غلطیوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں جو
اجتنب الکبائر[2]	ان کے درمیان ہوتی ہیں جب کہ آدمی
	کبائر سے اجتناب کرے۔

عبادات سے صغیرہ گناہ اس وقت معاف ہوتے ہیں جب کہ آدمی کبائر سے دامن کش رہے۔ ایک طرف عبادات بھی جاری رہیں اور دوسری کبائر کا ارتکاب بھی

---

[1] مسلم، کتاب التوبة، باب قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیئات۔

[2] مسلم، کتاب الطہارة، باب الصلوات الخمس ..... ما اجتنبت الکبائر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا رہے تو اس سے کبائر معاف نہیں ہو جائیں گے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ؀ (النساء: ۳۱)	اگر تم ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے بچے رہو گے تو ہم تمہارے سئیات (چھوٹے گناہ) کو معاف کردیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔

جو زندگی کبائر سے پاک ہو حسنِ عمل سے ضرور آراستہ ہوگی۔ پھر بھی جو لغزشیں ہوں گی اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمادے گا۔ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد توبہ ضروری ہے۔ اس کے شرائط ہیں۔ یہاں ان سے بحث نہیں ہے۔

نماز سے اللہ کے نیک بندوں کی رفاقت حاصل ہوتی ہے

نماز اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور اس کے نیک بندوں کا سب سے نمایاں وصف ہے۔ نماز ادا کر کے انسان ان نیک بندوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے۔ گویا وہ ان کا ہم نشین بن جاتا ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے جو نماز کے ذریعہ انسان کو ملتی ہے۔ بنو اسرائیل کو ہدایت کی گئی تھی کہ نماز کی پابندی کرو اور نمازیوں میں شامل ہو جاؤ۔ اس کا ذکر ان الفاظ میں ہوا ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (البقرہ: ۴۳)	نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

بعض اوقات کسی عمل کے خاص اجزاء کا ذکر ہوتا ہے لیکن پورا عمل مراد ہوتا ہے۔ رکوع اور سجدہ نماز کے اہم ارکان ہیں۔ یہاں رکوع سے پوری نماز اور رکوع کرنے والوں سے نمازی مراد ہیں۔ یہی انداز ایک دوسری جگہ بھی اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن وہاں رکوع کے ساتھ سجدہ کا بھی ذکر ہے۔ حضرت مریمؑ کو حکم ہوا۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ؀ (آل عمران: ۴۳)	اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہیں حکم ہے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (الحجر: ۹۸-۹۹)

پس تسبیح کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ موت آ جائے۔

یہی مضمون ایک اور موقع پر ان الفاظ میں بیان ہوا ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ (الشعراء: ۲۱۷-۲۱۹)

اور بھروسہ کرو اس زبردست اور رحم کرنے والے پر جو تمہیں دیکھتا ہے اس وقت جب تم کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان چلتے پھرتے ہو۔

یہ ہدایات ناساز گار حالات میں دی گئیں کہ آپ ان سے ہراساں نہ ہوں اور خدائے عزیز ورحیم پر توکل کریں۔ وہ آپ کے حالات سے اور مسائل و مشکلات سے بے خبر نہیں ہے، آپ اس کی نگاہوں میں ہوتے ہیں جب آپ حالتِ نماز میں اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان قیام وقعود اور رکوع و سجدہ کرتے ہیں۔ یہ تصویر کشی کی گئی ہے صحابہ کرام کی کہ وہ اللہ کی یاد میں سجدوں میں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے درمیان اللہ کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں۔ اس میں اہل ایمان کو ان کی صف میں شامل ہونے کی ہدایت بھی ہے۔ اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آدمی کو اللہ کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں کی رفاقت حاصل ہو جائے۔ نماز کے ذریعہ انسان اسی سعادت کا سزاوار ہوتا ہے۔

نماز میں خشوع کی ہدایت

نماز کے فوائد وثمرات اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ اس کے اندر خشوع ہو۔ خشوع ہی سے اس کے اندر روح پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے پیغمبروں کی دعا اور عبادت کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي — بے شک وہ بھلائیوں میں ایک دوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا	سے آگے بڑھتے تھے اور ہمیں پکارتے
وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ	تھے امید اور خوف سے اور ہمارے
(الانبیاء: ۹۰)	اطاعت گزار تھے۔

قرآن مجید نے ایک جگہ پورے زور اور قوت کے ساتھ فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، یعنی اہلِ ایمان کامیاب اور بامراد ہیں۔ ان کی کامیابی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ کوئی انھیں ناکام سمجھتا ہے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ ان کامیاب اور بامراد انسانوں کی پہلی خوبی ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ	وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع
خٰشِعُوْنَ (المومنون: ۲)	اختیار کرتے ہیں۔

جو نماز خشوع کے ساتھ ادا کی جائے زندگی پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلّق مضبوط ہوتا ہے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا شوق ابھرتا ہے۔ نماز آدمی کے لیے بارِ گراں نہیں بلکہ سامانِ سرور و فرحت ہوتی ہے۔ وہ خوش دلی سے اسے ادا کرنے لگتا ہے اور اس میں ایک طرح کا روحانی کیف محسوس کرنے لگتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ	اور مدد طلب کرو صبر اور نماز سے۔
الصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى	بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں
الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ	کے لیے نہیں جو خشوع اختیار کرتے ہیں۔
مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ	جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے
رٰجِعُوْنَ ۝	ملنے والے ہیں اور انھیں اسی کی طرف
(البقرہ: ۴۵-۴۶)	لوٹ کر جانا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خشوع کے اندر یہ بات بھی شامل ہے کہ آدمی کے اندر خدا کا خوف اور اس کے سامنے جواب دہی کا احساس پایا جائے۔ اس باطنی کیفیت سے انسان کا ظاہر بھی متاثر ہوتا ہے۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہونے لگتا ہے۔ اس کی آواز پست ہو جاتی ہے، اس کی نگاہیں جھک جاتی ہیں اور وہ بے اختیار خدا کے سامنے سر جھکا دیتا ہے یہی خشوع ہے۔ یہ کیفیت جتنی زیادہ ہوگی نماز اتنی ہی موثر ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں میں خشوع کی جو کیفیت ہے تھی اس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ حضرت مطرّف بن عبداللہ الشخیر روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (عبداللہ) نے بتایا کہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے آپ رو رہے تھے۔ سینہ سے اس طرح کی آواز نکل رہی تھی جیسے جلتے چولھے پر بند ہانڈی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں جیسے چکی چل رہی ہو[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی جو دعائیں منقول ہیں ان سے آپ کے بے پناہ خشوع وخضوع کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ الفاظ ادا فرماتے تھے۔

اللھم لک رکعت وبک	اے اللہ میں نے تیرے لیے
آمنت ولک اسلمت خشع	رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا مطیع
لک سمعی وبصری ومخی	ہوگیا۔ جھک گئے تیرے سامنے میرے کان میری
وعظمی وعصبی[2]	آنکھیں میری ہڈیوں کا گودا میری ہڈیاں اور میرے پٹھے

۱؎ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ وما یباح منہ بحوالہ مسند احمد، ابوداؤد، النسائی۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ مطلقاً یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ آہ وزاری کی کیفیت سینہ مبارک میں محسوس کی گئی، زبان سے اس کا اظہار نہیں ہوا۔ زبان سے الفاظ ادا ہوں تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ ہاں اس کیفیت کے غلبہ کی وجہ سے کچھ الفاظ زبان سے نکل جائیں تو نماز میں خرابی نہیں آئے گی۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ جنت وجہنم کا ذکر ہو اور خوف وخشیت کی وجہ سے زبان سے آواز نکل پڑے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ لیکن آدمی اپنی کسی مصیبت اور پریشانی کا اظہار کرنے لگے تو یہ انسانی کلام ہوگا اور اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ملاحظہ ہو مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۳/۸۲-۸۳ طبع بیروت ۱۹۹۴ء) خوف وخشیت کی وجہ سے زبان سے آواز کا نکل پڑنا ایک الگ چیز ہے اور اس میں انسانی کلام کا شامل ہوجانا ایک دوسری چیز ہے۔ پہلی صورت بظاہر مفسدِ صلوٰۃ نہیں ہے۔ دوسری صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

۲؎ مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا، باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ۔ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ باب ما یستفتح بہ الصلوٰۃ من الدعاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نماز میں خشوع مطلوب ہے۔ حقیقی رکوع اس بات کی علامت ہے کہ آدمی اس مطلوب کو پورا کر رہا ہے۔

خشوع کے بغیر نماز ناقص رہتی ہے۔ ظاہری لحاظ سے اس میں کوئی کمی نہ بھی ہو تو اپنی روح کے اعتبار سے کمی رہتی ہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

الصلوٰۃ مثنیٰ مثنیٰ تَشَہَّدُ فی کل رکعتین وتَخَشَّعُ وتَضَرَّعُ وتَمَسْکَنُ وتَذَرَّعُ وتُقْنِعُ یدیك یقول ترفعُهما الی ربك مستقبلاً ببطونهما وجهك وتقول یارَبِّ یا رَبِّ ومن لم یفعل ذالك فهو کذا او کذا	نماز (تہجد کی) دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تم تشہد پڑھو گے، خشوع وخضوع اختیار کرو گے، آہ وزاری کرو گے، عاجزی اور مسکینی اختیار کرو گے، لمبی دعا کرو گے، اپنے ہاتھ اپنے رب کے سامنے اس طرح اٹھاؤ گے کہ ہتھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں اور کہو گے اے میرے رب، اے میرے رب۔ جو ایسا نہ کرے وہ ایسا ہے اور ایسا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ۔

من لم یفعل ذالك فهی خداج[۱]	جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلب سے پناہ طلب کی ہے جو خشوع سے خالی۔ آپ کی ایک لمبی دعا کے بعض فقرے یہ ہیں :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ علم لاینفع ومن قلب لایخشع، ومن نفس لاتشبع، ومن	اے اللہ میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے ایسے قلب سے جو خشوع سے خالی ہو، ایسے نفس سے جو آسودہ نہ ہو، اور ایسی

---

[۱] ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التخشع فی الصلوٰۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دعوۃ لا یستجاب لہا[1] — دعا جس کے لیے درِ اجابت نہ کھلے

نماز میں قنوت مطلوب ہے

قرآن مجید میں اللہ کے نیک بندوں کے جن اوصاف کا ذکر ہے، ان میں ایک قنوت بھی ہے۔ قنوت کے معنی اطاعت و فرماں برداری اور سر جھکا دینے کے ہیں۔ ذیل کی آیت میں قنوت کا لفظ بظاہر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (آل عمران: ۱۷)

وہ صبر کرنے والے ہیں، اپنے (دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں، اطاعت گزار ہیں، راہِ خدا میں خرچ کرنے والے اور آخر شب میں استغفار کرنے والے ہیں۔

قنوت کی خوبی مردوں اور عورتوں دونوں ہی میں ہونی چاہیے۔ قرآن ان میں جو اعلیٰ صفات دیکھنا چاہتا ہے اس کے ذیل میں فرمایا:-

.... وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ ... (الاحزاب: ۳۵)

..... اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں .....

نماز میں قنوت مطلوب ہے۔ ارشاد ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝ (البقرہ: ۲۳۸)

حفاظت کرو نمازوں کی (خاص طور پر) درمیان کی نماز کی اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ۔

قنوت میں خاموشی، تواضع، عاجزی اور مسکنت کا بھی مفہوم ہے۔ یہی یہاں مراد ہے۔ اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ نماز میں سکون اور طمانینت ہو، یکسوئی کے ساتھ ادا کی جائے، نماز کے منافی کوئی حرکت نہ ہو، گفتگو سے احتراز کیا جائے اور اس میں کوئی بیرونی کلام شامل نہ ہونے پائے اور تواضع اور عاجزی کی کیفیت طاری رہے۔

حضرت معاویہ بن حکمؓ اپنے اسلام کے ابتدائی دور کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی حالت میں ایک شخص نے چھینک ماری، میں نے یرحمک اللہ کہا تو لوگوں نے

---

[1] مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجھے اشاروں میں خاموش کر دیا۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بڑی ہی شفقت اور محبت سے فرمایا۔

إن هٰذه الصّلوٰة لا يصلح	بے شک نماز میں کچھ بھی انسانی کلام
فيها شيئ من كلام الناس انما	صحیح نہیں ہے۔ یہ تو بس تسبیح، تکبیر اور
هي التسبيح والتكبير وقرأة القرآن[1]	قرآن کا پڑھنا ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

انما الصلوٰة لقراءة القرآن	نماز تو بس قرآن کے پڑھنے اور اللہ عزّو
وذكر الله عز وجل فاذا كنت فيها	جل کے ذکر کے لیے ہے۔ جب تم نماز
فليكن ذالك شانك	میں رہو تو تمہیں اسی میں لگے رہنا چاہیے۔

فرماتے ہیں میں نے آپ سے زیادہ رفیق اور ہمدرد معلّم نہیں دیکھا[2]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے ہوئے ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ ہجرتِ حبشہ سے واپسی کے بعد میں نے آپ کو نماز کی حالت میں سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد اس کی وجہ بیان فرمائی۔ إن في الصلوٰة لشغلاً (نماز میں بڑی مشغولیت ہوتی ہے)[3]

حضرت زید بن ارقم کی روایت ہے کہ ہم لوگ نماز میں ضرورت پر اپنے بھائی سے کلام کر لیا کرتے تھے۔ لیکن جب آیت "قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ" نازل ہوئی تو حکم دیا گیا کہ ہم نماز میں سکوت اختیار کریں[4]

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنے اور رخ کرنے) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اچک لینا ہے۔ شیطان بندے کی نماز سے اچک کر لے جاتا ہے (اسے اپنی کامل

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ۔ بحوالہ مسلم

[2] ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ

[3] بخاری، کتاب العمل فی الصلوٰۃ، باب ما ینہی فی الکلام فی الصلوٰۃ۔ مسلم۔ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ الخ

[4] بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ البقرہ، باب قول اللہ قوموا للہ قانتین، مسلم حوالہ سابق۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شکل میں ادا کرنے نہیں دیتا[1]

اس کی تائید ایک اور روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لایزال اللہ عز وجل	بندہ اپنی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالی
مقبلا علی العبد وھو فی	مسلسل اس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک
صلاتہ مالم یلتفت	کہ وہ (ادھر اُدھر) التفات نہ کرے، جب
فاذا التفت انصرف عنہ[2]	وہ التفات کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے رخ پھیر لیتا ہے۔

قنوت، قیام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس سے نماز میں قیام مراد ہے، یہ درحقیقت اللہ کے دربار میں حاضری ہے۔ یہ حاضری جتنی طویل ہوگی اتنا ہی آدمی روحِ نماز سے بہرہ ور ہوگا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا "ای الصلوٰۃ افضل" سب سے زیادہ فضیلت والی نماز کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا "طول القنوت" جس نماز میں قیام طویل ہو[3]

وہ نماز جس میں خشوع وخضوع ہو، سرفگندگی اور اطاعت کا جذبہ موج زن ہو، ظاہر ہی نہیں باطن بھی جھک گیا ہو، جس میں قنوت ہو، خامشی کے ساتھ اللہ کی طرف توجہ، اس کے دربار میں طویل قیام ہو وہ ضرور اپنا اثر دکھائے گی۔ یہ چند مخصوص حرکات و سکنات کا بے جان عمل نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالی سے قربت کا ذریعہ ہوگی۔ اس سے زندگی کو ایک خاص رخ ملے گا۔ وہ رُخ جو انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی سے ہم کنار کرتا ہے۔

---

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلوٰۃ

[2] مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ، باب مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ۔ بحوالہ احمد، ابوداؤد، نسائی

[3] مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب افضل الصلوات طول القنوت۔

© rasailojaraid.com